حالی کی شعری لفظیات اور اردو لغت بورڈ کی لغت

ڈاکٹر رؤف پاریکھ

ABSTRACT:

Urdu Dictionary Board's 22-volume Urdu dictionary is compiled on historical principles, also known as philological principles. Such dictionaries require citations from authors of different eras as authentication of the usage and meanings.

Altaf Hussain Hali (1837-1914) was a critic, poet and prose writer of Urdu who offers rich and varied vocabulary. But Urdu Dictionary Board has left some of Hali's useful citations out. Also, the Board has not been able to record some words although their citations could have been taken from Hali's poetry.

This article records words, their meanings and usage as authenticated by Hali's poetry. The relevant couplets have been quoted as citations with reference to Hali's complete poetic works compiled by dr Iftikhar Ahmed Siddiqi.

الطاف حسین حالی کی شاعری میں بعض ایسے نادر الوقوع اور قلیل الاستعمال الفاظ، تراکیب اور محاورات آئے ہیں جو متداول لغات میں بھی کم ہی ملتے ہیں یا ان میں درج ہی نہیں ہیں۔ درحقیقت حالی کی شعری لفظیات سے اردو کا کوئی لغت نویس بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ ذیل میں ہم حالی کی شعری لفظیات سے نادر الوقوع اور قلیل الاستعمال الفاظ و تراکیب و محاورات مع معنی و اسناد بترتیبِ حروفِ تہجی پیش کر رہے ہیں۔ یہاں صرف وہ معنی درج کیے گئے ہیں جو سند سے برآمد ہو رہے ہیں۔ سند کا شعر دے کر کلیات کی جلد اور صفحے کی وضاحت وہیں قوسین میں کر دی گئی ہے تاکہ قاری کو بار بار حواشی سے رجوع نہ کرنا پڑے۔ البتہ دیگر حوالہ جات کی تفصیلات حواشی میں دی گئی ہیں۔

اس کام کے لیے کلیاتِ نظمِ حالی مرتبہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (مبنی بر دو جلد، مطبوعہ مجلس ترقیِ ادب) (۱) کو بنیاد بنایا گیا ہے کیونکہ یہ کلیاتِ حالی کا سب سے مستند نسخہ ہے۔ اس کی تدوین میں متعدد نسخے بروے کار

آئے ہیں اور اس میں حالی کا غیر مدون کلام بھی شامل ہے۔بعض تراکیب بالخصوص قرآنی آیات و احادیث سے متعلق وضاحتیں، امکنہ کے نام نیز تلمیحات سے متعلق تفصیلات افتخار احمد صدیقی نے حواشی میں درج کر دی ہیں لہٰذا ان کو یہاں دہرایا نہیں گیا ہے۔البتہ کچھ ایسے الفاظ جو انھوں نے حواشی میں درج کر دیے ہیں ہم نے یہاں مع معنی لے لیے ہیں کیونکہ یہ الفاظ اور ان کے معنی یا ان کی اسناد اردو لغت بورڈ کی لغت میں درج نہیں ہیں۔اس مقالے کا ایک مقصد کلامِ حالی کی مدد سے اردو لغت بورڈ کی لغت ''اردو لغت (تاریخی اصول پر)''میں ایسے الفاظ اور ایسی ضروری اسناد کا اضافہ کرنا بھی ہے جو کسی وجہ سے اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہیں۔البتہ اگر بورڈ کی لغت میں کسی لفظ کی اس دور کی سند موجود ہے تو حالی کی سند یہاں نہیں دی گئی ہے۔

اردو لغت بورڈ کی لغت کی تدوین میں یہ اصول طے کیا گیا تھا کہ ہر لفظ کی قدیم ترین سند دینی ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ یہ لفظ اردو میں کب سے مستعمل ہے اور ہر صدی سے کم از کم ایک سند دینی ہے تاکہ مختلف ادوار میں اس لفظ کے استعمال میں تسلسل کا ثبوت مل سکے کیونکہ لفظ کے معنی اس کے استعمال سے طے ہوتے ہیں۔ لفظ کے کسی خاص معنی میں استعمال کیے جانے میں تسلسل ہو تو یہ طے ہوتا ہے کہ لفظ رائج ہے،متروک نہیں ہوا۔یہی بنیاد ہے تاریخی اصولوں کی لغت نویسی کی اور بورڈ کی لغت بھی اسی اصول پر مرتب کی گئی ہے۔

عرض یہ ہے کہ بورڈ کی لغت یا بعض لغات کی کمیوں کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد تنقیص نہیں بلکہ ان کمیوں کو پورا کرنا مطلوب ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ اردو لغت بورڈ کی لغت کی تدوین نو کی جائے اور اس میں ضروری اصلاحات، ترمیمات اور اضافے کیے جائیں۔اس مقالے کا مقصد بھی یہی کہ بورڈ جب اس کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری شروع کرے تو اس میں آسانی ہو۔گویا یہ کام بورڈ کی مدد کے خیال سے کیا گیا ہے(بورڈ کو اب حکومت نے عضوِ معطل بنا دیا ہے) ۔لہٰذا اس کام کو نکتہ چینی اور عیب جوئی نہ سمجھا جائے۔بورڈ کی لغت اردو کی ضخیم ترین ہی نہیں بہترین لغت بھی ہے۔اس میں کچھ الفاظ یا اسناد کی کمی سے اس کا درجہ کم نہیں ہوتا۔الفاظ کی تعداد اور اسناد کے لحاظ سے یہ بے نظیر ہے اور اس میں حالی کی بھی بیسیوں اسناد موجود ہیں۔اس میں اگر کوئی کمی ہے تو اس کمی کو پورا کرنا ہر پاکستانی کا قومی فریضہ ہے اور اس میں ہر ایک کو بقدرِ استطاعت حصہ ڈالنا چاہیے۔

یہاں تلفظ کی وضاحت کی بھی سعی کی گئی ہے اور اس کام میں اردو کی مستند لغات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔اردو الفاظ کا آخری حرف چونکہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہٰذا اس کے اعراب ظاہر نہیں کیے گئے اور اسے ساکن ہی سمجھا جائے۔الف اگر طویل مصوتے کی صورت میں آیا ہے تو اس کے بھی اعراب نہیں بتائے گئے کیونکہ یہ واضح ہے۔ لغات کا حوالہ دیتے وقت حسبِ ذیل مخففات استعمال کیے گئے ہیں(طباعتی تفصیلات آخر میں دی گئی کتابیات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں):

اسٹین گاس: A comprehensive Persian-English dictionary

امیر: امیر اللغات(مرتبہ امیر مینائی)

آصفیہ: فرہنگِ آصفیہ(مرتبہ سید احمد دہلوی)

بورڈ: اردو لغت (تاریخی اصول پر)

پلیٹس: A dictionary of Urdu, classical Hindi and English

جامع: جامع اللغات (مرتبہ خواجہ عبدالمجید)

علمی: علمی اردو لغت (مرتبہ وارث سرہندی)

فرہنگِ تلفظ: فرہنگِ تلفظ (مرتبہ شان الحق حقی)

فیلن: A new Hindustani-English dictionary

☆ الصلا (الف مفتوح، ل غیر ملفوظی، ص مشدد بفتحہ)

مہذب: مہذب اللغات (مرتبہ مہذب لکھنوی)

نور: نور اللغات (مرتبہ نور الحسن نیر)

دعوت؛ صلاے عام۔کسی کو خوش آمدید کہتے وقت بولتے ہیں۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن صرف ایک سند میر (۱۸۱۰ء) کی دی ہے حالانکہ حالی کے ہاں آیا ہے۔

روزگارِ ضعف و سستی الصلا
وقتِ سعی و جاں فشانی الوداع (ج ا، ص ۱۳۰)

☆ایتلاف (یاے معروف، ت مکسور)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔البتہ اس کا دوسرا املا ہمزہ سے ہے اور بورڈ نے ''ائتلاف'' درج کیا ہے۔عربی لفظ ہے۔اسٹین گاس نے معنی دیے ہیں: دوستی، میل ملاپ، انس۔جامع نے بے تکلفی، دوستی، رفاقت جیسے مترادفات درج کیے ہیں۔علمی نے معنی دیے ہیں بے تکلفی، دوستی۔مزے کی بات یہ ہے کہ آصفیہ نے ''ایتلافِ ثلاثہ'' تو دیا ہے لیکن ترکیب سے پہلے ایتلاف کو بطور مفرد لفظ درج نہیں کیا۔فرہنگِ تلفظ نے ''ایتلاف'' لکھ کر ''ائتلاف'' سے رجوع کرایا ہے۔بورڈ کو چاہیے اگلے ایڈیشن میں کم از کم ایتلاف لکھ کر اس کے متبادل املا ''ائتلاف'' سے رجوع کرادیا جائے اور حالی کی سند ''ایتلاف'' کے ساتھ درج کر دیا جائے (اگرچہ یہ بحث طلب ہے کہ یہ املا حالی کا ہے یا کاتب کا)۔

تلخ ہے جب تک ثمرِ اختلاف
ہے تر و تازہ شجرِ ایتلاف (ج ا، ص ۴۷۴)

☆اُولُوا الفضل (الف مضموم، واو غیر ملفوظی، ل مضموم، واو غیر ملفوظی، الف غیر ملفوظی، لام ساکن، ف مفتوح، ض ساکن)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔معنی ہیں فضل والے لوگ، صاحبانِ فضل۔حالی کے ہاں سند موجود ہے۔اس سند کو بورڈ نے **ابوالوقت** کی سند کے طور پر درج کیا ہے اور اس میں ''اولوالفضل'' کو ''ابوالفضل'' لکھا گیا ہے۔ممکن ہے کچھ نسخوں کے متن میں یہی درج ہو۔ یہ تصحیف ہے۔لیکن تب بھی بورڈ کو اس سند کی بنیاد پر ''ابوالفضل'' کا اندراج

کرنا چاہیے تھا جو موجود نہیں ہے۔ ہر دو صورتوں میں، یعنی خواہ اسے ''ابوالفضل'' پڑھا جائے خواہ ''اولوالفضل''، اس سند اور لفظ کا اضافہ بورڈ کو کرنا چاہیے۔

اولوالفضل یاں اٹھے سرّاج کتنے
ابوالوقت ہو گزرے حلّاج کتنے (ج۲،ص۱۵۹)

☆ایلی (یاے مجہول)

بورڈ نے درج نہیں کیا بلکہ آصفیہ، نور، فیلن، مہذب، فرہنگِ تلفظ، امیر، جامع اور علمی میں سے کسی نے درج نہیں کیا۔ پلیٹس نے ''ایلی'' درج نہیں کیا لیکن ''ایلی ایلیا'' درج کیا ہے اور معنی دیے ہیں ''یا علی یا اللہ''۔ پلیٹس نے اس کا اشتقاق ''ہندی'' لکھا ہے جو تعجب خیز ہے (لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پلیٹس کے ہاں عربی اور فارسی الفاظ کی اصل کو بھی سنسکرت بتانے کا رجحان ہے، لہٰذا کچھ زیادہ تعجب خیز بھی نہ ہونا چاہیے)۔ کلیاتِ نظمِ حالی کے مرتب ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے بقول یہ عبرانی لفظ ہے اور ''اللہ'' کے معنی میں ہے [۲]۔ حالی کی سند پیش ہے۔

مظلوم کتنے تیرے سہارے
ایلی ہی ایلی کہتے سدھارے (ج۱،ص ۴۴۰)

☆آفس

انگریزی لفظ office ، جو اردو میں دفتر کے معنوں میں رائج ہو گیا ہے، بورڈ نے درج کیا ہے لیکن قدیم ترین سند اکبرا لہٰ آبادی (۱۹۲۱ء) کی دی ہے جبکہ حالی کی سند قدیم تر ہے۔

مدار اہل کاری کا ہے اب انھی پر
انھی کے ہیں آفس انھی کے ہیں دفتر (ج۲، ص۹۵)

☆آگے کو کان ہونا

اس محاورے کا ایک متن ''کان ہو جانا'' یا ''کان ہونا'' بھی ملتا ہے اور بورڈ نے ''کان ہونا'' مع اسناد درج بھی کیا ہے۔ لیکن بورڈ نے ''آگے کو کان ہو جانا/ہونا'' کا اندراج نہیں کیا۔ بلکہ فرہنگِ آصفیہ کا حوالہ دے کر ''آگے کو کان ہوئے'' درج کر کے اسے ''فقرہ'' قرار دیا ہے اور پھر اس کو ''آگے سے کان پکڑا'' سے رجوع کرا دیا ہے۔ وہاں معنی لکھے ہیں ''آئندہ ایسا نہیں کریں گے''۔ حالانکہ ''آگے کو کان ہونا'' بطور محاورہ درج کرنا ضروری تھا۔ معنی ہیں: تجربے کے بعد نصیحت ہو جانا، غلطی کے بعد متنبہ ہو جانا، بھول کے بعد آئندہ کے لیے احتیاط کا ارادہ کرنا۔ اس کی سند حالی سے پیش ہے۔

جب سے سنی ہے تیری حقیقت چین نہیں اک آن ہمیں
اب نہ سنیں گے ذکر کسی کا آگے کو ہوئے کان ہمیں (ج۱،ص۱۳۹)

☆بادخوانی

یاوہ گوئی، فضول باتیں کرنے کا عمل، نیز خوشامد۔ بورڈ نے اسے بادخوان کے تحت میں درج کیا ہے لیکن

الگ سے راس لفظ (headword) بننا چاہیے تھا۔ پھر اس کی قدیم ترین سند بورڈ نے ۱۹۲۹ء کی دی ہے جبکہ حالی کے ہاں پہلے آیا تھا۔

شیوہ تیرا بوالفضولی اور یہ لاف و گزاف
پیشہ تیرا باد خوانی اور اتنا ادّعا (ج۱، ص۴۵۲)

☆بالائی

بالائی اسم بھی ہے اور صفت بھی ۔ بورڈ نے دونوں معنی درج کیے ہیں۔ البتہ بالائی بطور اسم ایک اور معنی میں بھی حالی نے استعمال کیا ہے اور وہ معنی ہیں اوپر کی آمدنی یا اضافی آمدنی ۔رشوت کے معنی میں بھی آتا ہے۔رشوت کے معنی میں اردو میں عام طور پر''بالائی آمدنی'' کی ترکیب استعمال ہوتی ہے اور بورڈ نے اسے درج بھی کیا ہے۔ لیکن اسے صرف بالائی بھی کہتے ہیں۔اضافی شے کے معنی بھی ہیں۔بورڈ کو چاہیے کہ''بالائی'' کا جو اندراج بطور اسم مونث کیا گیا ہے اس میں نظرِ ثانی کے وقت ان معنوں کا اضافہ حالی کی سند کے ساتھ کرے۔

اے غمِ دوست تجھی پر نہیں اپنی گزران
کچھ فتوح اس کے سوا اور ہے بالائی بھی (ج۱ص۱۵۵)

☆بال گندھوانا (گ مضموم)

بورڈ نے بال گوندھنا یعنی بالوں کی چوٹی بنانا درج کیا ہے لیکن اس کا متعدی فعل بھی درج ہونا چاہیے جو نہیں ہے۔ حالی کی سند موجود ہے۔

سرمہ نہیں آنکھوں میں لگاتی
بال نہیں برسوں گندھواتی (ج۲،ص۲۳)

☆بالی

یہ اسم مونث بھی ہے اور صفت بھی ۔بورڈ نے درج کیا ہے، اسناد بھی درج ہیں لیکن بطور اسم مونث''کم سن لڑکی،کم عمر کی لڑکی''(بالا کی تانیث) میں انیسویں صدی کی سند کی کمی ہے جو حالی کے ہاں دست یاب ہے۔

بالیاں ایک اک ذات کی لاکھوں
بیاہیاں ایک اک رات کی لاکھوں (ج۲،ص۳۳)

☆بُرشانا (ب مضموم)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔نہ ہی اردو کی کسی متداول لغت میں موجود ہے۔البتہ حقی صاحب نے فرہنگِ تلفظ میں ایک لفظ''بُرشائی'' درج کیا ہے۔ معنی لکھے ہیں: مطبع میں کاغذ کے گڈے تراشنے کا عمل۔ سَیفہ چلانا (بورڈ نے'' برشائی'' کا اندراج بھی نہیں کیا)۔ اس کے بعد انھوں نے اس کی اصل کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فارسی لفظ''بُرِش'' [یعنی کاٹ، تلوار وغیرہ کی] سے بنا ہے۔ حالی کے شعر میں لفظ''رانپی'' کے استعمال سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بُرشانا کے معنی کھرچنا، چھیلنا ہو سکتے ہیں (یہ شعر رانپی کی بھی سند ہے، بورڈ کو چاہیے کہ اسے بھی لے لے کیونکہ بورڈ نے

رانپی کی جو دو اسناد دی ہیں ان میں زمانی فاصلہ زیادہ ہے)۔

رانپی سے برشا کے تلا
سیتا ہوں دونوں کو ملا (ج ا،ص ۵۳۷)

برہم (ب مکسور، ر ساکن، ہ مفتوح)

یہ دراصل ''برہمن'' کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن ان معنی میں صرف ایک سند عصمت چغتائی کی دی ہے۔ قدیم تر سند حالی کے ہاں موجود ہے۔

ہنس کے برہم نے کہا ہے مانگنا بندے کا کام
دے نہ دے وہ اس سے کچھ مطلب نہیں اپنے تئیں (ج ا،ص ۲۱۵)

☆بسترا (ب مضموم، س ساکن، ت مفتوح)

بورڈ نے اس کا اندراج بستر کے ساتھ کردیا ہے۔ اگرچہ بستر ہی کے معنی میں ہے لیکن الگ سے اندراج ہونا چاہیے تھا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بورڈ نے ''بستر/بسترا'' درج کرکے جتنی اسناد دی ہیں وہ سب بستر کی ہیں اور بسترا کی ایک بھی سند نہیں ہے۔ حالی کے ہاں موجود ہے۔

چھیڑ کر واعظ کو حالی خلد سے
بسترا کیوں اپنا پھنکواتے ہیں آپ (ج ا،ص ۱۰۵)

☆بوالفضولی (ب مضموم، واو غیر ملفوظی، الف غیر ملفوظی، ف مفتوح، واو معروف)

یاوہ گوئی، فضول یا بے حقیقت باتیں کرنے کا عمل یا کیفیت۔ بورڈ نے اسے ''بولفضول'' کے ساتھ ہی درج کردیا ہے حالانکہ راس لفظ (headword) کے طور پر الگ اندراج ہونا چاہیے تھا۔ بورڈ نے اس کا ایک املا ''بلفضولی'' دیا ہے اور راس کی سند بھی دی ہے۔ البتہ ''بوالفضولی'' کے ساتھ بورڈ نے جو سند دی ہے وہ ۱۹۲۷ء کی ہے۔ حالی کے ہاں اس سے قبل آیا ہے لہٰذا قدیم تر سند لینی چاہیے جو یہ ہے۔

شیوہ تیرا بوالفضولی اور یہ لاف وگزاف
پیشہ تیرا باد خوانی اور اتنا ادعا (ج ا،ص ۴۵۲)

☆بیاہی (یائے مخلوط)

شادی شدہ (عورت)، بیاہا کی تانیث۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن اسناد صرف دو دی ہیں، ۱۵۰۳ء کی اور ۱۹۳۶ء کی۔ انیسویں صدی کی سند حاضر ہے۔

بالیاں ایک اک ذات کی لاکھوں
بیاہیاں ایک اک رات کی لاکھوں (ج ۲،ص ۳۳)

☆بین الاماثل

بورڈ نے اندراج نہیں کیا۔ جامع کے مطابق اماثل جمع ہے مثل کی اور اس کے معنی امیر یا رُؤسا بھی ہے۔ لہٰذا

بین الاماثل کے معنی ہوئے امیروں کے درمیان، رئیسوں کے مابین۔ حالی کی سند سے بھی یہ معنی نکل رہے ہیں۔

یہ لے دے کے ہے علم کا ان کے حاصل
اسی پر ہے فخر ان کو بین الاماثل (ج۲ص۱۲۱)

☆ بھرن (بھ مفتوح، رمفتوح)

بھرنے کا عمل۔ بورڈ نے کوئی سند نہیں دی، پلیٹس کا حوالہ دے دیا ہے۔ حالی کی سند موجود ہے۔

وہ سہانے بول شہنا کے وہ باجوں کی جھڑی
پڑ رہی ہے جن کی گویا کان میں اب تک بھرن (ج۲،ص ۲۳۶)

☆ بھوبھل (واو معروف، بھ مفتوح)

گرم ریت اور راکھ کے معنی میں بورڈ نے درج کیا ہے لیکن ۱۷۹۵ء اور ۱۹۲۶ء کی اسناد دی ہیں۔ انیسویں صدی کی سند ضروری ہے اور وہ حالی کے ہاں دست یاب ہے۔

دبی تھی بھوبھل میں چنگاری
لی نہ کسی نے خبر ہماری (ج۲،ص ۱۶)

☆ پچھوا (پ مفتوح)

پچھّم یعنی مغرب کی جانب سے چلنے والی ہوا۔ مجازاً: برا وقت، خراب حالت۔ بورڈ نے مجازی معنی نہیں دیے جبکہ محاورہ ''پچھوا پُروا ہوجانا'' درج کیا ہے اور مجازی معنی دیے ہیں (چونکہ محاورہ تو ہوتا ہی مجازی معنی میں ہے)۔ جن معنوں میں بورڈ نے درج کیا ہے ان کی انیسویں صدی سے کوئی سند نہیں دی۔ حالی کی سند ہے۔

یاں پچھوا ہے واں پروا ہے
گھر گھر تیرا حکم نیا ہے (ج۲،ص ۸)

☆ پچھیتی (پ مکسور، یاے مجہول)

بورڈ نے درج کیا ہے اور معنی دیے ہیں: فصل جو دیر میں تیار ہو۔ پلیٹس نے دو معنی لکھے ہیں اور '' دیر سے بوئی ہوئی فصل''، بھی لکھا ہے۔ یہ ''اگیتی'' کی ضد ہے۔ بورڈ نے سند'' وادی مہران کی زراعت'' نامی کتاب سے دی ہے اور اس پر سال ۱۸۸۴ء ڈالا ہے جو غلط ہے۔ یہ کتاب ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس طرح قدیم تر سند کی ضرورت رہتی ہے اور یہ لفظ حالی کے کلام میں آیا ہے۔

ڈوب چکی ہے جن کی اگیتی
دیتی ہے ڈھارس ان کو پچھیتی (ج۲،ص ۱۰)

☆ پیٹ بھر کے (احمق)

بورڈ نے پیٹ بھر کر کے تو درج کیا ہے اور معنی بھی دے دیے ہیں یعنی پوری طرح، سیر ہو کر۔ لیکن افتخار احمد

صدیقی نے لکھا ہے کہ اصل میں یہ ''پیٹ بھر کے احمق'' ہے اور لفظِ ''احمق'' اکثر اس مقام پر حذف کر دیتے ہیں (۳)
۔ بورڈ کو چاہیے کہ اگلے ایڈیشن میں اس کا اضافہ حالی کی سند سے کرے۔

جو کھانا تو بے حد جو پینا تو ات گت
غرض یہ کہ سرکار ہیں پیٹ بھر کے (ج ۱، ص ۲۰۶)

☆تعرف الاشیاء بالاضداد

(عربی ضرب المثل) ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن قدیم ترین سند عزیز لکھنوی کی صحیفۂ ولا (۱۹۳۵ء) سے دی ہے جبکہ حالی کے ہاں اس سے بہت پہلے یہ کہاوت آئی ہے۔

تعرف الاشیاء بالاضداد ہے قولِ حکیم
دے گا قیدی سے زیادہ کون آزادی پہ دَم (ج ۱، ص ۱۸۰)

☆تلمیذِ رحمٰن (ت مفتوح، ل ساکن، یاے معروف)

بورڈ نے ''الشعرا تلامیذ ۃ الرحمٰن'' درج کیا ہے۔ یہ عربی مقولہ اردو میں بھی رائج ہے، معنی ہیں شعرا اللہ کے شاگرد ہوتے ہیں (یعنی شاعری الہامی چیز ہے اور قدرت کی طرف سے ودیعت ہوتی ہے)۔ لیکن اسے ''الشعرا'' کے بغیر بھی یعنی تلمیذ الرحمٰن یا تلمیذِ رحمٰن بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ بورڈ نے تلمیذ الرحمٰن بھی درج کیا ہے لیکن صرف ایک سند اور وہ بھی ۱۹۷۶ء کی دی ہے۔ حالی کے ہاں یہ ترکیب تلمیذِ رحمٰں کی صورت میں برتی گئی ہے۔

دعوئ فضل و براعت اس کو زیبا ہے یہاں
جو کوئی تلمیذِ رحمٰں تم میں ہو میرے سوا (ج ۱، ص ۴۵۰)

☆تِہامی (ت مکسور)

تِہامہ سے تعلق یا نسبت رکھنے والا؛ تہامہ سرزمینِ عرب میں ایک مقام ہے، اسی نسبت سے رسول کریم ﷺ کو رسولِ تہامی کہا گیا۔ بورڈ نے درج کیا ہے اور حالی کی سند بھی دی ہے اور معنی میں بورڈ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''تہامہ (عَلَم) سے منسوب یا متعلق''۔ معنی درست ہیں لیکن بہتر ہوتا کہ ''تہامہ'' کے لفظی معنی بھی دے دیے جاتے۔ تہامہ کے لفظی معنی ہیں پیاس لگنے کی جگہ (۴) ۔ جزیرہ نما عرب کے پہاڑی سلسلے کوہِ سرات کے مغربی حصے سے لے کر بحرِ احمر تک کا علاقہ نشیبی ہے۔ اسے غور کہتے ہیں اور چونکہ یہاں شدید گرمی پڑتی ہے اس لیے اسے تہامہ کہتے ہیں۔ (۵)

الٰہی بحقِ رسولِ تہامی
ہر اک فردِ انساں کا تھا جو کہ حامی (ج ۲، ص ۱۷۵)

☆تنت پر خبر لینا (ت مفتوح، ن ساکن)

تنت بمعنی وقت، موقع، ضرورت۔ مراد ہے عین وقت پر مدد کرنا۔ بورڈ نے تنت کا اندراج کیا ہے، حالی کی سند بھی دی ہے، لیکن ''تنت پر خبر لینا'' کا اندراج نہیں ہے۔

توفیق نے ہمیشہ لی تنت پر خبر یاں
جب ناو ڈگمگائی پاس آ گیا کنارا (ج۱،ص۹۳)

☆جاپا
زچگی کے معنی میں بورڈ نے دیا ہے مگر صرف ایک سند۱۹۶۲ء کی دی ہے۔اس سے قدیم تر سند حالی کی ہے۔

دردوں کے دکھ تم نے سہے جاپے کی جھیلی سختیاں
جب موت کا چکھا مزا تب تم کو یہ دولت ملی (ج۲،ص۴۸)

☆جانِ جہانیاں
لوگوں کی جان۔ بورڈ نے اس ترکیب کا اندراج نہیں کیا۔ حالی کی سند پیش ہے۔

رحمت تری غذا ہے، غصہ ترا دوا ہے
شانیں ہیں جتنی تیری، جانِ جہانیاں ہیں (ج۱،ص ۱۳۸)

☆جزبزہ (ج مکسور، ز ساکن، ب مکسور، ز مفتوح)

جز بز فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں پریشان، برہم، ناراض، کبیدہ خاطر۔اکثر لغات میں ''جزبز'' درج ہے لیکن جزبزہ اردو کی متداول لغات میں درج نہیں ہے۔ بورڈ نے بھی درج نہیں کیا۔ قیاس کہتا ہے کہ پریشانی، برہمی یا کبیدہ خاطری کے معنی میں ہے۔ حالی کی سند سے بھی یہی ظاہر ہے۔

عقل نے سن کے کہا خوف ہے تجھ سے اے نفس
جزبزہ تیرا تجھے دیکھیے پہنچائے کہاں (ج۱،ص۱۸۸)

☆چخوانا (چ مکسور)

چیخنا کا متعدی۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن قدیم ترین سند ''مضامین عظمت'' (۱۹۲۴ء) سے دی ہے جبکہ اس سے بھی قدیم سند حالی کے ہاں موجود ہے۔

جلوہ صوفی نے نہ دکھلایا کوئی
رات بھر یاروں کو چخوایا عبث (ج۱،ص ۱۰۹)

☆چکانا (چ مضموم)

کوئی چیز خریدتے وقت گاہک کا کوشش کرنا کہ دام کم ہو جائیں، قیمت کم کرانا۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن اول تو معنی کی پوری وضاحت نہیں کی، صرف ''قیمت یا اجرت ٹھہرانا، مول تول کرنا'' لکھا ہے۔''گاہک کا قیمت کم کرانا'' کے معنی میں حالی کے ہاں بڑے پرلطف انداز میں آیا ہے۔

چپ چپاتے اسے دے آئے دل اک بات پہ ہم
مال مہنگا نظر آتا تو چکایا جاتا (ج۱،ص۱۰۲)

☆چُھٹوانا (چھ مضموم)

بورڈ نے درج کیا ہے لیکن دو معنوں کو ملا دیا یعنی آزاد کرانا اور جدا کرانا اور ایک ہی سند دی ہے حالانکہ یہاں سند سے صرف ایک ہی معنی برآمد ہو رہے ہیں۔ دونوں شقوں کو الگ الگ بنانا چاہیے تھا جیسا کہ مزید معنی الگ بنائے گئے ہیں، اگرچہ سند اس کی بھی نہیں دی صرف آصفیہ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ بورڈ نے جو ایک سند دی ہے وہ بھی ۱۹۲۴ء کی ہے۔ اس سے قبل حالی نے استعمال کیا ہے۔

ایک ہی دوست اور اس سے ہمیں چھٹواتے ہو
ناصحو اب تمھیں دشمن کہیں یا دوست بتاؤ (ج ا،ص ۱۴۷)

☆چھکوانا (چھ مفتوح)

یہ چھکانا کا متعدی ہے۔ معنی ہیں پیٹ بھروا دینا، سیری کی حد تک کوئی شے دلوا دینا نیز مست کروا دینا۔ بورڈ نے چھکوانا درج کیا ہے لیکن سند کوئی نہیں دی۔ صرف پلیٹس اور جامع کا حوالہ دے دیا ہے۔ سند ضروری ہے جو حالی کے کلام سے مل سکتی ہے۔

غنی ہیں شال میں مست اور گدا ہیں کھال میں مست
ہے ایک خوان سے منعم نے سب کو چھکوایا (ج ا،ص ۲۷۳)

حصر کرنا (ح مفتوح، ص ساکن، ر ساکن)

بورڈ نے صرف ''حصر'' درج کیا ہے۔'' موقوف، منحصر'' کے معنی میں حالی کی سند بھی دی ہے۔ لیکن '' حصر کرنا'' بھی درج ہونا چاہیے تھا۔ معنی ہیں (آرا کا) احاطہ کرنا، (خیالات یا مباحث کو) سمیٹ لینا۔ حالی کی سند بھی ہے۔

بعض بتلاتے ہیں کچھ اور بعض فرماتے ہیں کچھ
حصر کرنا ان تمام آرا کو مشکل کام ہے (ج ا،ص ۱۹۶)

☆حصین (ح مفتوح، یائے معروف)

محفوظ اور مضبوط کے معنی میں ہے اور بورڈ نے درج بھی کیا ہے مگر صرف ایک سند دی ہے جو'' بستانِ حکمت ''(۱۸۳۸ء) کی ہے۔ اس کے بعد کے ادوار میں بھی مستعمل رہا ہے۔ حالی کی سند حاضر ہے۔

ڈھیلوں سے چٹتا ہوں حصارِ حصیں
ریشوں کو کر دیتا ہوں حبلِ متیں (ج ا،ص ۴۶۳)

☆خویش و تبار (واو معدولہ)

اہل خانہ، گھر والے، خاندان والے۔ بورڈ نے درج کیا ہے مگر صرف ایک سند دی ہے جو'' خاور نامہ'' (۱۶۴۹ء) کی ہے۔ اس کے بعد بھی مستعمل رہا ہے۔ حالی کے ہاں بھی ہے۔

خاک و کرمان، گور و خویش و تبار
ایک میت اور اس قدر وارث (ج ا،ص ۱۰۸)

☆درد (جمع، مونث)

اسم ہے، بالعموم واحد مذکر بولا اور لکھا جاتا ہے۔لیکن جمع کے صیغے میں آئے تو دردِ زہ سے مراد ہوتی ہے۔ دردِ زہ کے معنی میں کبھی مونث بھی بول دیتے ہیں۔ بقولِ وحیدہ نسیم ''دردیں: درد کی جمع، لیکن صرف دردِ زہ کے لیے بولا جاتا ہے۔ دردیں آنا یا دردیں لگنا محاورہ ہے۔''(۶) گو یہ خواتین کی زبان ہے۔ بورڈ نے ان معنی میں نہیں دیا۔ حالی کے ہاں ہے۔

دردوں کے دکھ تم نے سہے جاپے کی جھیلی سختیاں
جب موت کا چکھا مزا تب تم کو یہ دولت ملی (ج۲،ص۴۸)

☆دردا

بورڈ نے معنی دیے ہیں افسوس۔ اور الف کو لاحقۂ ندبہ قرار دیا ہے، یعنی ہائے افسوس!۔ سند صرف ایک دی ہے جو ۱۸۶۶ء کی ہے۔حالی کے ہاں آیا ہے۔

دردا کہ لب پہ راز دل آیا نہ تھا ہنوز
چرچا ہمارے عشق کا نزدیک و دور تھا (ج۱،ص۶۱)

☆دع ما کدر و خُذ ما صفا

عربی کی کہاوت ہے اور اردو میں بھی مستعمل ہے۔معنی ہیں جو پاک (یا معقول) ہے اسے لے لو اور جو گدلا (یا نامناسب) ہے اسے چھوڑ دو۔اس کا ایک متن یوں بھی ہے 'خذ ما صفا و دع ما کدر' جسے بورڈ نے ''خذ'' کے تحت میں درج بھی کیا ہے۔لیکن بورڈ نے دع ما کدر الخ کا اندراج نہیں کیا۔ حالی کی سند موجود ہے۔

ہزل ہو یا جد نصیحت لیجیے ہر بات سے
کہہ گئے ہیں اہل دل دع ما کدر خذ ما صفا (ج۱،ص۴۶۲)

☆دَلانا (دمفتوح)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔ افتخار احمد صدیقی نے لکھا ہے ''کُشتی دَلانا یعنی پچھاڑنا۔کشتی کا لفظ حذف کر کے صرف دلانا بھی بولتے ہیں۔''(۷) بورڈ نے کُشتی دَلانا کو کشتی دِلانا (یعنی فتحہ کی بجائے کسرہ سے) درج کیا ہے،کوئی سند نہیں دی صرف نور اور مہذب کا حوالہ دے دیا ہے، معنی لکھے ہیں کشتی کی مشق کے واسطے شاگرد کو پچھاڑنا۔ یہ نور کے الفاظ ہیں۔خدا جانے'' واسطے'' اب کون بولتا ہے (لفظ بلفظ نقل میں یہی تو خرابی ہے)۔ بورڈ کو چاہیے کہ حالی کی سند لے کر درست اندراج کرے۔

علم و ادب رہے ہیں دلبے ترے ہمیشہ
ہر معرکے میں تو نے ان کو دَلا کے چھوڑا (ج۱،ص۹۲)

☆دون لگنا (واو لین)

بورڈ نے ''دون'' درج کیا ہے اور اس کی اسناد میں دون لگنا کی بھی سند موجود ہے۔ پھر بورڈ نے ''دون لگنا'' بھی بنایا ہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ اس میں دون لگنا کے سارے معنی ایک ساتھ لکھ دیے ہیں، پھر دون لگنا کی کوئی سند بھی نہیں دی، پلیٹس اور جامع کا حوالہ دے دیا ہے (جبکہ دون کی سند میں دون لگنا کی سند دے دی ہے)۔ دون لگنا کے معنی الگ الگ شق میں الگ الگ اسناد کے ساتھ درج ہونے چاہییں۔ '' آگ لگنا'' کے معنی میں دون لگنا کی سند حالی کے ہاں بھی ہے۔

بھولی ہوئی ہیں ڈاریں ہرنوں کی چوکڑی سب
جائیں کدھر کہ ہر سو دوں لگ رہی ہے بن میں (ج۱،ص ۱۴۵)

☆ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چننا

بورڈ نے درج کیا ہے لیکن کوئی سند نہیں دی، جامع اور پلیٹس کا حوالہ دے دیا ہے اور معنی کے لیے'' ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا'' سے رجوع کرا دیا ہے۔ حالانکہ حالی کے ہاں اس کی سند موجود ہے۔

قوم میں جو دیکھیے چھوٹا بڑا
چنتا ہے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا (ج۱،ص ۴۶۵)

☆ڈھولا (واو مجہول)

ایک طرح کا گیت۔ بورڈ نے درج کیا ہے اور معنی دیے ہیں'' پنجابی لوک گیت جو ماہیہ ٹپہ کی طرز کا ہوتا ہے اور شادی بیاہ یا خوشی کے موقع پر گایا جاتا ہے''۔ غالباً پنجابی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس کی قدیم ترین سند بورڈ نے ۱۹۴۴ء کی دی ہے جبکہ حالی کی سند موجود ہے جو قدیم تر ہے۔

گاتی ہے کبھی کوئی ہنڈولا
کہتی ہے کوئی بدیسی ڈھولا (ج۱،ص ۳۸۱)

☆ذتونتا (ذ مفتوح، ت ساکن، واو مفتوح، ن ساکن)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔ افتخار احمد صدیقی نے حاشیے میں معنی لکھے ہیں'' اونچی ذات والا''۔[۸] سند حالی کی موجود ہے۔

بدمزاجی ہو جہالت ہو کہ ہو بدچلنی
کچھ برائی نہیں ذتونتا ہو داماد اگر (ج۱،ص ۱۸۵)

☆راحِ ریحانی

ایک قسم کی شراب۔ بورڈ نے درج کیا ہے مگر قدیم ترین سند ۱۹۳۵ء کی دی ہے جبکہ حالی کے ہاں یہ ترکیب استعمال ہوئی ہے۔

بے حقیقت ہے شکلِ موجِ سراب
جامِ جمشید و راحِ ریحانی (ج۱،ص ۳۲۷)

☆راس البضاعت (س مضموم، الف غیر ملفوظی، ب مکسور، ع مفتوح)

اصل سرمایہ، پونجی۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن مہذب کے حوالے سے ۔کوئی سند نہیں دی۔حالی کے ہاں سند ہے۔

وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت
وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت (ج۲،ص۹۳)

☆رَبڑ (رمفتوح،ب مفتوح)

بورڈ نے اندراج کیا ہے اور اس کے مطابق رَبڑ دو پہیوں کی ہلکی اور چھوٹی بیل گاڑی ہوتی ہے جو عام طور پر چھکڑی کہلاتی ہے۔لیکن بورڈ نے سند نہیں دی، صرف ''اصطلاحاتِ پیشہ واران'' (ازمولوی ظفر الرحمٰن دہلوی) کا حوالہ دے دیا ہے۔ حالی کے ہاں سند موجود ہے۔

ربڑ میں دشتِ جنوں کی تیری عجب مزا خوش گوار دیکھا
نہ اس سفر میں تکان دیکھی نہ اس نشے میں خمار دیکھا (ج۱،ص۸۸)

☆زِشت خوئی (زمکسور)

بدمزاجی، بدخلقی۔ بورڈ نے یہ ترکیب درج کی ہے لیکن صرف ایک سند دی ہے جو ۱۹۸۲ء کی ہے، جبکہ اس سے بہت پہلے حالی نے استعمال کیا ہے:

ہم نہ تھے آگاہ زاہد زشت خوئی سے تری
آدمی تجھ کو سمجھ کر پاس آ بیٹھے تھے ہم (ج۱،ص۱۳۶)

☆زنگی کا نام کافور

اصل میں مکمل فارسی مثل یوں ہے: برعکس نہند نامِ زنگی کافور۔ اردو میں ''زنگی کا نام کافور'' بھی رائج ہے۔ بورڈ نے درج نہیں کیا۔ حالی کی سند ہے۔

فی المثل ہے مری مسلمانی
جیسے زنگی کا نام ہو کافور (ج۱،ص۲۶۴)

☆ساہا

شادی کی تقریب، بیاہ۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن قدیم ترین سند ۱۹۴۳ء کی دی ہے۔ حالی کے ہاں موجود ہے۔

قوم میں وہ خوشیاں بیاہوں کی
شہر میں وہ دھومیں ساہوں کی (ج۲،ص۱۶)

☆سرفگندہ (س مفتوح، رساکن، ف مکسور، گ مفتوح، ن ساکن، د مفتوح)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔ معنی ہیں سر جھکائے ہوئے، مراداً: شرمندہ۔

سب انساں ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ (ج۲ص ۶۸)

☆سکڑی (س مفتوح نیز مکسور نیز مضموم)

لفظِ ''سکڑنا'' کے تین تلفظ پلیٹس نے دیے ہیں، ''سین'' پر زیر، زبر اور پیش کے ساتھ۔ بورڈ نے ایک ہی تلفظ درج کیا ہے۔ اسی کی تصریفی شکلیں سکڑا اور سکڑی بھی ہیں۔ سکڑی یعنی سمٹی ہوئی، بھنچی ہوئی نیز تنگ، جو کشادہ نہ ہو (راہ وغیرہ)۔ بورڈ نے سکڑی کا اندراج کر کے ''سکڑا کی تانیث'' لکھ دیا ہے۔ کوئی سند بھی نہیں دی۔ حالی کے ہاں اس کی سند موجود ہے۔ لیکن حالی نے اسے ''سَکڑی'' (یعنی سین مفتوح کے ساتھ) نظم کیا ہے جیسا کہ قافیے سے بھی ظاہر ہے۔ پلیٹس کے مطابق ایک تلفظ یہ بھی ہے۔

راہ تیری دشوار اور سکڑی
نام تیرا رہ گیر کی لکڑی (ج۲،ص ۶)

☆سَنا رہنا / سَنا ہونا (س مفتوح)

اردو میں ایک مصدر ہے ''سانا''۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز سے ہاتھ وغیرہ کو آلودہ کرنا۔ اس متعدی فعل کا لازم ہے ''سَننا''۔ یعنی آلودہ ہوجانا۔ اسی طرح ''سَنا ہونا'' یا ''سَنا رہنا'' بھی مصدر ہیں۔ لہٰذا لغت میں سَنا، سَنا ہوا، سَنا رہنا اور سَنا ہونا کا بھی اندراج ہونا چاہیے۔ بورڈ نے سانا اور سَننا (سن جانا) کا اندراج کیا ہے لیکن سَنا یا سَنا ہونا موجود نہیں ہے۔ البتہ عربی لفظ سَنا جو ایک مختلف لفظ ہے (یہ ایک قسم کا پودا ہوتا ہے) درج ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ الگ لفظ ہے اور بورڈ کے اصولوں کے مطابق اس کا اندراج ''سنا (۲)'' کے طور پر ہوسکتا ہے۔ سنا رہنا کی سند حالی کے ہاں ہے۔

کرے گی کچھ عقل رہ نمائی نہ علم سے ہوگی کچھ صفائی
گناہ کی گندگی میں دنیا یونہی ہمیشہ سَنی رہے گی (ج۱،ص ۱۶۷)

☆شکنج (ش مکسور، ک مفتوح، ن ساکن)

پیچ وخم یا شکن کے معنی میں ہے۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن دو اسناد دی ہیں، سراج اور نگ آبادی اور ذوق کی۔ لیکن بعد کے دور میں بھی رائج رہا جیسا کہ حالی کی اس سند سے ظاہر ہے۔

راہ اب سیدھی ہے حالی سوے دوست
ہو چکے طے سب خم و پیچ و شکنج (ج۱،ص ۱۱۱)

☆طبیعی (ط مفتوح، یاے معروف)

علومِ طبیعی کا ماہر، ماہرِ طبیعیات۔ بورڈ نے بطور صفت اور بطور اسم بھی درج کیا ہے لیکن بطور اسم قدیم ترین سند ۱۹۱۹ء کی دی ہے جبکہ حالی کے ہاں موجود ہے۔

کاوش میں ہے الٰہی، دگدا میں ہے طبیعی

جو حل ہوا نہ ہوگا، وہ ہے سوال میرا (ج ا، ص ۸۷)

☆عقور (ع مفتوح، واو معروف)

بورڈ نے درج کیا ہے اور معنی دیے ہیں کاٹنے والا (کتا)۔ بورڈ نے صرف ایک سند عبدالعزیز خالد کی دی ہے، لیکن حالی کے ہاں اس سے بہت پہلے آیا ہے۔

نفسِ امارہ اور دیوِ مَرید
یہ ہے افعی تو وہ ہے کلبِ عقور (ج ا، ص ۲۶۴)

☆فرغانی (ف مفتوح، ر ساکن)

بطور صفت: فرغانہ سے متعلق یا منسوب۔ بطور اسم: فرغانہ کا باشندہ۔ بورڈ نے درج نہیں کیا۔ اسم کے معنی میں حالی کے ہاں آیا ہے۔

رہی دانائی آخر غالب آ کر پہلوانی پر
گئے چیں مان سب چینی و فرغانی و قبچاقی (ج ا، ص ۱۵۴)

قبچاقی (ق مکسور)

اسٹین گاس کے بقول قبچاق تاتار میں ایک صحرا ہے۔ لہٰذا بطور صفت معنی ہوں گے قبچاق کا یا قبچاق سے متعلق یا منسوب۔ بطور اسم: قبچاق کا باشندہ۔ بورڈ نے نہیں دیا۔ بطور اسم حالی کے ہاں ہے۔

رہی دانائی آخر غالب آ کر پہلوانی پر
گئے چیں مان سب چینی و فرغانی و قبچاقی (ج ا، ص ۱۵۴)

☆قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلالی

فارسی کی اس کہاوت کے معنی ہیں فاحشہ جب بوڑھی ہو جاتی ہے تو نائکہ بن جاتی ہے۔ گویا کسی فن کا ماہر جب بوڑھا ہو جائے تو اسی فن کو کسی اور طرح پیشہ بنا لیتا ہے۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن کوئی قدیم سند نہیں دی۔ بلکہ ۱۹۸۷ء کی بھی جو سند درج ہے اس میں ''نقادی'' ہے نہ کہ ''دلالی''۔ حالانکہ اس کہاوت کے اصل متن میں دلالی ہے۔ کسی نے غالباً مزاحاً تحریف کر کے دلالی کی بجائے نقادی لکھ دیا اور بورڈ کے عملے نے اسی کو سند مان لیا۔ درست سند حالی کے ہاں موجود ہے۔

پر یہ ڈر ہے کہیں اپنی بھی وہی ہو نہ مثل
قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلالی (ج ا، ص ۱۷۵)

☆کَبَّرَنا مَوتُ الکُبَرا

عربی کہاوت ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ (ہم بڑے نہیں تھے) بڑوں کی موت نے ہمیں بڑا بنا دیا۔ یہ مثل اظہارِ کسرِ نفسی کے طور پر بولی جاتی ہے اور اردو میں بھی رائج ہے۔ بورڈ نے اندراج نہیں کیا۔ حالی کے ہاں سند ہے۔

ہم ہیں وہی ناچیز مگر
کَبَّرَنا مَوتُ الکُبَرا (ج ا، ص ۱۷۶)

☆گوزن و گور

گور کے ایک معنی ہیں جنگلی گدھا۔ بورڈ نے معنی دیے ہیں اور گورخر سے رجوع کرایا ہے۔ اسناد دی ہیں لیکن ۱۸۴۵ء اور ۱۹۸۲ء کے درمیانی عرصے کی کوئی سند نہیں دی۔ حالی کے ہاں گوزن و گور کی ترکیب آئی ہے۔ بورڈ نے گوزن درج کیا ہے لیکن گوزن و گور کی ترکیب نہیں دی۔ گوزن ایک طرح کا ہرن ہوتا ہے، لغات میں اس کے معنی ''بارہ سنگھا'' بھی درج ہیں۔

گوزن و گور ہیں بچپن سے تارکِ دنیا
نہایت آپ کی ہے ان کی ابتدا اے شیخ (ج ۱، ص ۱۱۳)

☆لاون (واو مفتوح)

جو چیز سالن کی بجائے ذائقے کی خاطر روٹی کے ساتھ کھائی جائے، جیسے پیاز، چٹنی وغیرہ۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن اولین سند ۱۹۲۳ء کی دی ہے۔ یہ لفظ حالی کے ہاں آیا ہے۔

دیے جاتی ہے تم سب کو وہ سالن
رہے اپنے لیے گو کچھ نہ لاون (ج ۱، ص ۵۳۵)

☆لم و لا (ل مضموم)

افتخار احمد صدیقی کے مطابق ''لم اور لا دونوں حرفِ نفی ہیں، مراد: انکار و تردید''۔ (۹) بورڈ نے ''لم'' درج کیا ہے ''لم و لا'' نہیں کیا اور لم کی بھی ایک ہی سند مومن کے کلام سے دی ہے۔ حالی کے ہاں سند موجود ہے۔

شمعِ استدلال میں روشن تھا فانوسِ بیاں
چار سُو ہنگامہ آرا تھی لم و لا کی صدا (ج ۱، ص ۴۵۰)

☆مارے اور رونے نہ دے

اس کہاوت کا اندراج بورڈ نے کیا ہے لیکن قدیم ترین سند ۱۹۱۶ء کی دی ہے۔ حالی کی سند قدیم تر ہے۔

مارے اور نہ دے تو رونے
تھپکے اور نہ دے تو سونے (ج ۲، ص ۱۳)

☆مسعودیہ (م مفتوح، س ساکن، واو معروف)

یعنی مبارک، بابرکت، سعد۔ بورڈ نے اس لفظ کا اندراج نہیں کیا۔ حالی کی سند موجود ہے۔

رہیو مبارک سدا ساعتِ مسعودیہ
برسوں میں ہوتی وصول یاروں کی محنت ہے آج (ج ۱، ص ۲۹۱)

☆موری کا کیڑا

کم حیثیت نیز ادنیٰ حالت یا برے حال میں رہنے والا۔ بورڈ نے درج کیا ہے لیکن ۱۹۸۸ء کی سند دی ہے۔ حالی کی سند پیش ہے۔

جس طرح موری کا کیڑا خوش ہے اپنے حال
گزرے جو حالت اسی میں بس مگن رہتے ہیں ہم (ج۲،ص۲۷۳)

☆مہر فزا

محبت کو بڑھانے والا۔ بورڈ نے درج نہیں کیا۔ سند بھی پیش ہے۔

حالی بس اب یقیں ہے کہ دلی کے ہور ہے
ہے ذرہ ذرہ مہر فزا اس دیار کا (ج۱،ص۶۴)

☆نیکی کن و در دریا فگن

فارسی کی اس کہاوت کا جو اردو میں بھی مستعمل ہے بورڈ نے اندراج کیا ہے مگر ایک تو متن ذرا مختلف ہے (فگن کی بجائے انداز ہے) دوسرے یہ کہ صرف ایک سند دی ہے جو ۱۹۰۳ء کی ہے۔ حالی کی سند بھی ہے۔

تم نے پوری کر کے آنکھوں سے دکھا دی وہ مثل
وہ جو ہے مشہور نیکی کن و در دریا فگن (ج۱،ص۳۱۳)

☆ہامانی

بورڈ نے ''ہامانیت'' تو درج کیا ہے ہامانی نہیں کیا۔ یہ تکبر اور ظلم نیز شرک کے معنی میں ہے۔ حالی سند کے ساتھ اندراج کیا جا سکتا ہے۔

ڈبوتی ہیں آخر کو منجدھار میں
یہ فرعونیاں اور ہامانیاں (ج۱،ص۱۶۴)

☆ہرن (ہ مفتوح، رساکن)

بورڈ نے درج نہیں کیا۔ افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں ''ہرن (اصلاً ورن) بھی ذات اور فرقہ کے علاوہ بھیس اور قالب کے معنی میں آتا ہے''۔[۱۰] حالی کی سند بھی حاضر ہے۔

روبہ [روباہ] کی جون میں ہے مرعوب اب وہ ملت
تھی سہم ناک کل تک جو شیر کے ہرن میں (ج۱،ص۱۴۵)

ہنڈولا (ہ مفتوح نیز مکسور، واو مجہول)

اس کے ایک معنی تو جھولا کے ہیں لیکن جو گیت برسات میں جھولے پر بیٹھ کر گایا جاتا ہے اسے بھی ہنڈولا کہتے ہیں۔ بورڈ نے گیت کے معنی میں صرف ایک سند دی ہے جو جعفر علی حسرت کی ''طوطی نامہ'' (۱۷۹۱ء) کی ہے۔ بعد کے ادوار میں بھی رائج رہا اور حالی کے ہاں بھی ہے۔

گاتی ہے کبھی کوئی ہنڈولا
کہتی ہے کوئی بدیسی ڈھولا (ج۱،ص۳۸۱)

حواشی:

(۱) **کلیاتِ نظمِ حالی**، مرتبہ افتخار احمد صدیقی، مطبوعہ مجلس ترقی ادب، لاہور، جلد اول ۱۹۶۸ء، جلد دوم، ۱۹۷۰ء۔

(۲) ایضاً، ج ا، ص ۴۴۰، حاشیہ (افتخار صاحب نے اس حاشیے میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مصلوب ہوتے وقت خدا کو اس نام سے پکارا تھا [کذا]۔ اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے تھے، نہ وہ قتل کیے گئے تھے۔ لہٰذا اس ابہام سے بچنے کے لیے کوئی وضاحت بھی کرنی چاہیے تھی)۔

(۳) ایضاً، ج ا، ص ۲۰۶، حاشیہ۔

(۴) عبدالحلیم ندوی، **عربی ادب کی تاریخ**، ج ا، ص ۲۳۔

(۶) **عورت اور اردو زبان**، ص ۲۷۲۔

(۷) **کلیاتِ نظمِ حالی**، ج ا۔ ص ۹۲ حاشیہ

(۸) ایضاً، ج ا، ص ۱۸۵۔

(۹) ایضاً، ج ا، ص ۴۵۰۔

(۱۰) ایضاً، ج ا، ص ۱۴۵۔